پھپھی کے ساتھ سکینہ نے بھی کیا مجرا *
کہا بتاؤ تو بی بی مجھے برائے خدا
مزار پر جو بچھائی ہے مسندِ زیبا
نکل کے قبر سے بیٹھیں گے کیا مرے بابا

کہا پھپھی نے ترا پوچھنا رولاتا ہے
بھلا یوں قبر میں بھی جا کے کوئی آتا ہے

لپٹ کے قبر سے آواز دی دہائی ہے
اک اربعیں سے بہن بھائی میں جدائی ہے
حسین بھائی بہن کی پیاسی آئی ہے
امیدوار ضیافت یہ اماں جائی ہے

نہ فرش ہے نہ مکاں ہے نہ دانہ پانی ہے
نبی کے لال یہی میری میہمانی ہے

نکالو ہاتھ لحد سے گلے لگا لو مجھے
وطن نہ جاؤگی میں قبر میں بلا لو مجھے
برہنہ سر ہوں بہ زیرِ کفن چھپا لو مجھے
اجی بلا میں گرفتار ہوں نکالو مجھے

تمہیں سکینہ کی خاطر سے رو نہیں سکتی
یتیم پروری اب مجھ سے ہو نہیں سکتی

مَرْثِیَہ

درود پڑھ کے وطن کو چلا حسینؑ کا لال
قریب پہنچی مدینہ کے جب رسولؐ کی آل
تو اپنے ہاتھوں پہ زینب نے رکھے سر کے بال
کہا مدینہ سے کلثوم نے بہ رنج و ملال

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے سب گھرانے کو
نہ کر قبول تو ہم بیکسوں کے آنے کو

مدینہ ہم تیرے والی کو آئے ہیں کھو کر
مدینہ گردنِ شبیرؑ پہ چلا خنجر
مدینہ کوفہ میں سر ننگے ہم پھرے دردر
مدینہ داغِ رسن ہے ہمارے شانوں پر

ہم آئے زندہ پہ زہراؑ کا نورِ عین نہیں
مدینہ اکبرؑ و قاسمؑ نہیں حسینؑ نہیں

ہلی زمین مدینہ کی اس گھڑی پیہم
کیا بشیر کو سجاد نے طلب اس دم
گلے میں شالِ عزا ڈال دی بادیدۂ نم
اور اس کے ہاتھ میں رو کر دیا سیاہ علم

کہا کہ جا نہیں گو اپنے منہ دکھانے کی
مگر وطن میں خبر کر دے میرے آنے کی

چلا بشیر یہ دیتا ہوا خبر ہر جا
مگر محلۂ ہاشم میں دیکھتا ہے کیا
کہ اک مریضہ سرِ راہ ہے کھڑی تنہا
جو نام پوچھا تو رو رو کے بولی وہ صغرا

بشیر کہنے لگا کیوں تو شور و شین میں ہے
کہا یہ حال میرا فرقتِ حسینؑ میں ہے

کھڑی ہوں منتظر اکبر کو دیکھوں کب آئے
میں گھر سے نکلی ہوں شائد کہ قاصد آجائے
خدا کہیں مرے بچھڑوں کو خیر سے لائے
کہ یہ مریضہ لبِ گور ہے شفا پائے

کوئی پدر کی خبر لائے پاؤں پڑتی ہوں
جدا مسیح سے ہوں ایڑیاں رگڑتی ہوں

بشیر سمجھا یہ بنتِ حسینؑ ہے صغرا
خموش رہ گیا صغرا کے منہ پہ کچھ نہ کہا
پکاری قاصد گردن میں دیکھ شالِ عزا
تو بھائی لایا ہے کس کی سنانی مجھ کو سنا

وہ بولا قاصدِ بیمارِ کربلا ہوں میں
سنانی قبرِ پیمبرؐ پہ لے چلا ہوں میں

وہ بولی رو رو کے بھائی یہ کیا سناتا ہے
وہ کون ہے جسے بیمار تو بتاتا ہے
سنانی کس کی ہے یہ مجھ کو ہول آتا ہے
کہ مصطفےٰ کی لحد سے تو کہنے جاتا ہے

عمامہ پھینک کے اس نے کہا دہائی ہے
تیرے حسینؑ کی صغرا سنانے آئی ہے

زمیں پہ ہائے پدر کہہ کے گر پڑی صغرا
خبر یہ پھیلی تو ماتم ہر ایک گھر میں ہوا
تمام عورتیں نکلیں گھروں سے کرتی بکا
نبی کی قبر پہ جا کر بشیر نے یہ کہا

سفر سے لٹ کے اِدھر بھی پیاسیاں آ گئیں
اٹھو رسول تمہاری نواسیاں آ گئیں

وہ آنکھیں کھول کے بولی کہ مر گئے بابا
اِدھر سے قافلۂ کربلا بھی آ پہنچا
بہن حسینؑ کی سر پیٹ کے دیتی تھی یہ صدا
حسینؑ جب سے موئے میں نے سر نہیں ڈھانکا

نہ مردہ اور نہ تابوت اُن کا لائی ہوں
مدینے والو میں بھائی کو کھو کے آئی ہوں

مدینہ والو کہو اس بہن کی کیا تقدیر
جو دیکھے اپنے برادر کے حلق پہ شمشیر
عزیزو اس کی سزا کیا ہے کچھ کرو تقریر
لہو میں غرق جو دیکھی حسینؑ کی تصویر

بتاؤ کہتے ہیں سب کیا اس اماں جائی کو
جو اربعین تلک دے کفن نہ بھائی کو

ابھی یہ کہتی تھی زینب بہ نالہ جانکاہ
کہ ایک شیشہ کو لے آئیں اُمِ سلمہ آہ
بھرا ہوا تھا لہو سے وہ شیشہ سب واللہ
حرم نے منہ پہ ملا وہ لہو بحال تباہ

فغاں و آہ کے نعرے بلند ہونے لگے
بٹھا کے بیچ میں صغرا کو سب وہ رونے لگے

بشیر کہتا ہے واللہ روضہ کانپ گیا
لحد سے نالہ ہوا واحسینؑ کا پیدا
ادھر زمیں پہ تڑپتی تھی فاطمہ صغرا
زنانِ ہاشمیہ نے وہاں ہجوم کیا

ہلا کے شانہ کہا شاہ مشرقین آئے
اٹھو حسینؑ کے عاشق اٹھو حسینؑ آئے